© rasailojaraid.com

ارشادات حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

اسلام میں اتحاد اور اجتماعیت کی اہمیت

یکم شوال ۱۳۹۰ھ کو عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں تقریباً ۱۵ ہزار افراد کے اجتماع سے نماز عید سے قبل حضرت شیخ الحدیث نے حسب ذیل خطاب فرمایا۔

(خطبہ مسنونہ کے بعد) واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔

محترم بزرگو! وقت بہت کم ہے۔ مگر پھر بھی لوگوں کے انتظار میں چند منٹ دو چار باتیں عرض کرنی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں معذور اور بیمار ہوں، لیکن شریعت کے احکام پر عمل کے لئے معذور اور بیمار کیلئے بھی طریقے بدل جاتے ہیں حکم نہیں بدلتا۔ وضو پر مکلف شخص اگر معذور ہے تو نماز معاف نہیں ہوگی۔ بلکہ تیمم کرے گا۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے معذور ہے تو نماز معاف نہیں بلکہ بیٹھ کر یا لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم ہے ـــــ عذر کی وجہ سے حکم کی نوعیت اور طریقہ بدل جاتا ہے۔

محترم بھائیو! دین کی تبلیغ اور دین کی نصرت اور کوشش پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مکلف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور ان کے بعد دوسرا پیغمبر آنے والا نہیں تو اللہ نے ہم اور آپ سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد بنا دے۔ اب ہمیں اپنے روحانی والد کے فرائض ادا کرنے ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے جاتے، طائف سے واپسی میں جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔ مگر نصرت دین کے لئے وہ تکالیف برداشت کرتے فوج ان کے ساتھ نہ تھی اور بظاہر قوت اور طاقت نہ تھی ـــــ اور یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ پیغمبر کی طاقت خدا کے بعد سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اگر نبی کے پاس فوج اور پولیس نہیں دولت نہیں مگر اسکی زبان کا ہلنا ایٹم بم سے زیادہ ہے اور میں یہ اپنے طور پر نہیں کہتا نہ تفصیل کا وقت ہے۔ عزرائیل علیہ السلام جو ہر شخص کا مہمان بنے گا، سب کی ارواح قبض کرے گا۔ وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس تشریف لائے مگر قانون کے مطابق نبی [illegible] آپ [illegible] مارنا ہے جیسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دشمن کسی شخص سے کہہ دے کہ تجھے قتل کر رہا ہوں ۔ تو حضرت موسیٰؑ اس وقت مراقبہ میں تھے ، انہوں نے ایک چپیت رسید کر دی ، تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکل گئی ، بخاری شریف کی حدیث ہے ۔ تفصیلات اس کے درس میں بیان ہوتی ہیں ۔

تو نبی پر بظاہر دشمنوں کے پتھر برستے ہیں . مگر یہ بے دست و پا ہونا نہیں ، طاقت کا استعمال پیغمبر نہیں فرماتے فرشتہ کی آنکھ ایک چپیت سے نکال سکتے ہیں ، حضرت موسیٰؑ سے حضور اقدسؐ درجہ و مرتبہ میں زیادہ ہیں تو آپ کی طاقت تو ان سے بھی بڑھ کر تھی مگر اس اسلام اور اس دین کے لئے حضورؐ گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں . اور اوباش لوگ پتھر مارتے ہیں . مگر جواب میں آپ دعا فرماتے ہیں : اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ یہ مجھ پر پتھر پھینکنے والے جو ہیں ان کو تو ہدایت فرما کہ مجھے پہچان لیں ۔ یہ مجھے نہیں جانتے ناسمجھ ہیں ان کی سفارش فرمانے کہ اللہ کا عذاب اور قہر جوش میں نہ آجائے ۔

بھائیو ! اسلام ملانے کے لئے آیا ہے . اسلام دو فریقوں ، دو مسلمانوں ، باپ اور بیٹے ، میاں اور بیوی ، دو بھائیوں ، دو حکمرانوں ، رعایا اور راعی کے درمیان ملاوٹ پیدا کرتا ہے ۔ آمیزش چاہتا ہے ، اسلام جوڑنے کیلئے ہے توڑنے کیلئے نہیں ، اسلام توڑتا نہیں ، اسلام کا کام ملانا اور بنانا ہے . جیسے خاص طور سے آپ عید کے دن آج یہاں جمع ہیں ۔ جو قوم بے اتفاقی کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے ، وہ قوم جہنم اور ہلاکت کے کنارے پہنچ جاتی ہے اور میں نہیں خدائے پاک فرماتے ہیں : واذکروا اذ کنتم اعداء ـــــ اے مہاجرین اور انصار اے نبی کریم کے امتیو ! یاد کرو وہ وقت جب تم آپس میں دشمن تھے اور دشمنی بھی ہم پٹھانوں کی طرح معمولی معمولی بات پر ۔ ایک شخص ایک میلہ میں اپنے خیمے سے باہر نکل کر اپنے پاؤں راستے میں پھیلا کر بیٹھ جاتا ہے . اور چیلنج دیتا ہے کہ ہے کوئی بہادر کہ میرے یہ پاؤں سمیٹ سکے ، ایک دوسرا جاہل آیا تلوار ساتھ تھی پاؤں پر دے ماری اور ٹانگیں کاٹ کر کہا کہ جیتے میں نے سمیٹ دیں ، اب تم اسے پھیلا دو . اس پر فریقین میں مدتوں قتل قتال جاری رہا تو ایسی جہالتوں میں مبتلا لوگ جب اسلام لائے تو خدا نے فرمایا کہ باہمی دشمنیوں اور رنجشوں کا وقت یاد کرو پھر تمہارے دلوں میں محبت اور الفت کس نے ڈال دی ؟ خداوند کریم ہی نے پیدا فرما دی ۔

بھائیو ! پھر ایسی محبت آگئی کہ ایک شخص بھوکا ہے ، اس کے گھر کھانے کی کوئی چیز آجاتی ہے تو وہ خود نہیں کھاتا پڑوسی کے گھر لے جاتا ہے ، ایک شخص میدان جنگ میں زخموں سے چور ہے ، پیاس سے مر رہا ہے ، پانی اس کی طرف بڑھایا گیا تو دوسرے کسی زخمی کی آواز کان میں پڑی ـــــ واعطشاہ ـــــ ہائے پیاس تو یہ مسلمان منہ بند کر لیتا ہے کہ نہیں پہلے دوسرے پیاسے کو اس طرح سات زخمیوں کیساتھ ہوتا ہے ، اور جب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلے کے پاس پانی آجاتا ہے تو وہ وفات پاچکا ہوتا ہے، اس طرح ساتوں پیاسے شہید ہوجاتے ہیں۔ یا تو یہ حالت تھی کہ ڈاکے قتل و قتال اور لوٹ مار ہی پر زندگی چل رہی تھی، اور اب یہ قرآن مجید کی برکت دیکھئے۔ کہ باپ کے قاتل بھائی کے قاتل سے بھی بغلگیر ہوگئے ـــــ حضرت عمرؓ کا اپنے ماموں سے کوئی معاملہ تھا حضرت عبیدہ اپنے بھائی سے کیا سلوک کرتے حضرت صہیب کا اپنے بھائی سے کیسا معاملہ رہا۔ مگر پھر ایک دوسرے سے زار اور نثار ہو رہے ہیں۔ یہ الفت کس نے پیدا فرمائی؟ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا احسان جتلاتے ہیں۔ قرآن کی ایک برکت کیطرف متوجہ فرماتے ہیں۔ اور کروڑوں برکات میں سے یہ ایک برکت تھی۔ برکات تو آپ نے رمضان میں انشاء اللہ حاصل کرلیں۔ ایک برکت یہ کہ آپ کی یہ قومیت، عصبیت، خاندانی امتیازات، عربی اور عجمی کے جھگڑے اور فضیلت کے معیار ختم کرادیئے۔ یوم عرفہ میں حج کے میدان میں صحابہؓ کے سامنے حضورؐ فرماتے ہیں: لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی - کلکم بنو آدم و آدم من تراب - سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور وہ مٹی سے پیدا کیے گئے۔ آپ کے فتنے اور فسادات اللہ نے اپنے فضل وکرم سے مٹادیئے۔ والّف بین قلوبکم۔ خود پیاسے بھوکے رہ کر دوسرے مسلمانوں کو کھلاتے پلاتے اور پہناتے ہیں۔ حالت بدل گئی، انقلاب زندہ باد، یہ ہے حقیقی انقلاب۔ آج بھی لوگ انقلاب انقلاب کرتے ہیں۔ مگر وہ جھگڑے فسادات وہ بدخلقی وہ عداوتیں یکسر ختم ہوگئیں اور الفت ومحبت حسن خلق اور ایثار کا انقلاب آیا۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ اسلام کی برکت سے بھائی بھائی اور آپس میں شیر وشکر ہوگئے، ورنہ اس سے قبل تو بے اتفاقی نے تمہیں تباہ کر ڈالا تھا۔ جہنم کے کنارے پہنچا دیا تھا۔ وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منھا۔ مگر قرآن مجید کی برکت سے ملاوٹ آئی بھائی بن گئے۔ اجتماعیت آگئی اسلام ہمیں جوڑنا چاہتا ہے۔ توڑنا نہیں۔

اسلام کی عبادات کو دیکھیں یہ نماز ہے یہ روزہ ہے یہ حج ہے۔ بھائیو! یہ نماز تو گھر میں بھی پڑھی جا سکتی تھی۔ مگر ہم سب کو عیدگاہ میں اکٹھا کر دیا گیا جہاں آج سفید کپڑوں والے بھی ہوں گے۔ خاکی کپڑوں والے بھی۔ نئے کپڑوں والے بھی اور پرانے کپڑوں والے بھی ہوں گے۔ بھوکے بھی ہوں گے، پیاسے بھی ہوں گے۔ صدر بھی ہوگا، وزیر اعظم بھی، گورنر بھی اور ایک عام شہری اور فقیر بھی ہوں گے۔ اور مجھ جیسا خوار غریب شخص بھی ہوگا۔ سب ایک جگہ کھڑے ہیں۔ اس اگلی صف میں گن لیجئے، اس میں فقیر وامیر قوم اور پیشے کی تمیز نہیں سب کو کاندھے سے کاندھا ملا کر جمع کر دیا ہے۔ کہ باطل کے مقابلہ میں حق کی خاطر ایک مٹھی کی طرح ہوجاؤ۔ پارٹی بازیاں جماعت بندیاں تعصبات اور فسادات چھوڑ دو یہ تو اس قوم کا خاصہ ہے جسے خدا ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ ہماری نمازیں پانچ ہیں، پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہو کہ ہم اہل محلہ اور پڑوسیوں کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ فلاں بیمار ہے، اس لئے نماز میں شریک نہیں ہوا۔ جمعہ کو سارے گاؤں کے حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ عید کے دن سارے شہر اور گرد و نواح کی خبر گیری ہو جاتی ہے۔ کل اگر کسی نے روزہ نہ رکھا تو شیطانی عمل تھا آج اگر کوئی روزہ رکھتا ہے تو شیطانی فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ کل، امساکِ اکل و شرب عبادت تھی آج معصیت ہے۔ تو اسلام اس حد تک ملاوٹ اور اجتماعیت چاہتا ہے۔ کہ عبادات میں بھی برابری ہے۔ تمہارا روزہ بھی ایک اور تمہاری عید بھی ایک ہونی چاہیئے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے طور پر شرعی قانون اور شرائط کے مطابق علماء عید کرائیں گے، آج کسی نے عید کرائی تو وہ بھی شرعی طور پر کرائی گئی۔ اور کل کوئی منائیں گے تو وہ اپنے طور پر شرعی آداب و شرائط کے مطابق ایسا کریں گے۔ بازارں میں اس مسئلہ پر عوام کے بحث مباحثوں کو جانے دیجئے ایسی صورتوں میں عید پر اختلاف کوئی مضر نہیں۔

بہر تقدیر اسلام کہتا ہے کہ ایک مٹھی ہو جاؤ، ایک جسم بن جاؤ اگر سر میں درد ہے تو پاؤں تکلیف محسوس کرے پاؤں میں تکلیف ہو تو سر اُسے محسوس کرے۔

چنانچہ معاملات سیاسیات جتنے ہیں انہیں چھوڑ کر عبادات کو دیکھئے نماز کو لیجئے، حج کو، روزہ کو، سب میں اجتماعیت اور یکجہتی، اتفاق ملحوظ ہے۔

حج میں ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی حالت میں جمع ہوں گے۔ اگر ملک کے سربراہ جنرل ضیاء الحق ہیں تو وہ بھی کفنی لباس میں ہوں گے ملک کے سربراہ اور بادشاہ بھی وہاں شلوار قمیض نہیں بلکہ دو چادروں میں ملبوس ہوں گے اور مجھ جیسے فقیر بے نوا بھی اسی حالت میں ہوں گے۔ وہی کفن کا لباس دو لنگیاں لباس ہوگا۔ خدا تو ہر جگہ موجود ہے مگر مسلمانوں کی یہ اجتماعیت اور اتفاق خدا کو اتنی ملحوظ ہے۔ کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک دفعہ نماز با جماعت کی اہمیت واضح کرتے ہوتے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ نماز با جماعت کے وقت گھروں میں حاضری لوں، اور جو لوگ بلا عذر جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کے گھروں کو میں جلا ڈالوں۔ مگر گھروں میں عورتوں اور بچوں کی موجودگی کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل ہے۔ حضور ﷺ نے کسی کے گھر کو نہیں جلایا کہ وہاں خواتین اور بچے بھی تھے اور ان پر جماعت میں حاضری لازم نہ تھی پھر بھی رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جماعت کے بارہ میں اپنا غصہ ظاہر فرمایا اور غصہ بھی معمولی غصہ نہیں تھا۔

آپ اپنی اولاد کے والدین ہیں مگر کبھی یہ نہ سوچیں گے کہ اپنے گھر یا اپنی اولاد کو جلا ڈالیں۔ مگر جو ذات ساری کائنات کی رحمت اور ہزار باپ اور ماں سے زیادہ شفیق ہیں۔ مگر رحمۃ للعالمین ﷺ اجتماعیت اور جماعت سے گریز کرنے والوں کے بارہ میں جب اتنا سخت لہجہ اختیار کرتے ہیں تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی نظروں میں اتفاق اور اجتماعی آہنگی دین کی خاطر اسلام کی خاطر کتنی پسندیدہ اور اہم ہے۔ میں بہت افسوس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتا ہوں کہ وقت کم ہے مگر ایک بات بتا دوں کہ اس ساری خرابی کا منشا تکبر ہے۔ ہر محلہ بگڑا ہوا ہے، باپ بیٹا دشمن ہے۔ عزیزداریاں ختم ہیں، ان سب کی وجہ عدم تواضع اور تکبر ہے ہر ایک مونچھ پہ تاؤ دیتا ہے۔ کہ بس میں ہی ہوں ہندوستان میں ایک ہندوستانی اور ایک پٹھان نے مونچھ رکھے تھے ہر ایک تاؤ دیتا، ایک دن ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دونوں کیا تاؤ پہ تاؤ دیتے رہیں گے چلئے جس نے اپنے بیوی بچے ذبح کر ڈالے وہ بہادر ہوگا۔ اور اسکی مونچھ اونچی رہے گی دوسرا مونڈھ دے گا۔ پٹھان تو کم عقل تھا، بھاگ دوڑا، بچے ذبح کر ڈالے باہر آکر ہندوستانی کو کہا کہ اپنی مونچھوں کو اب نیچے کر دو۔ میں نے بچوں کو ذبح کر ڈالا۔ ہندوستانی نے فٹ اپنی مونچھیں نیچے کر دیں کہ چلئے تم بہادر سہی مجھے نہیں چاہتے یہ بہادری۔ دیکھئے جہالت اور تکبر کا کرشمہ کہ کس کا سر اونچا رہے گا۔؟ کس کا کوٹ اور لباس عمدہ ہوگا۔؟ ہمیں اسی تکبر نے غرق کر دیا۔ میں پٹھان ہوں، میں مالدار ہوں، میں امیر ہوں، میں صاحبزادہ اور سید زادہ ہوں، میں طاقت والا ہوں۔ دوسرا کون ہے۔ جو میرے سامنے آتا ہے۔؟ دوسرے کی کیا حیثیت ہے۔؟ اسی چیز نے ہمیں ڈبو دیا۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں: لا یسخر قوم من قوم ـــ ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے ایک محلہ دوسرے محلہ کا ٹھٹھا نہ اڑائے ـــ لا یغتب بعضکم بعضا۔ دیکھئے ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔ ہم مسجدوں میں آجاتے ہیں، تو ہمارے مساجد غیبت سے بھر جاتے ہیں۔ فلاں کی ہنسی اڑائی، فلاں کا تمسخر کیا، تو خدا ہر حالت میں مسلمانوں کو ایک رکھنا چاہتا ہے۔ کہ حج بھی نماز بھی ایک ہو تو جیسا کہ عبادات میں کرتے ہو تو معاملات میں بھی اتفاق و اتحاد قائم رکھو۔

دوسری چیز تکبر غرور خود نمائی اور ہوس ہے کہ مال بڑھ جائے، طاقت بڑھ جائے، دیکھئے ایاز قدر خود بشناس۔ ایاز محمود کا محبوب تھا۔ محمود غزنوی ولی گذرے ہیں وہ ایاز کو بے حد عزیز رکھتے۔ تو ایک دن اور وزیروں نے شکایت کی کہ بادشاہ ایک غلام سیاہ فام کو اتنا محبوب رکھتے ہیں۔ اس میں کونسی ایسی خوبیاں ہیں اس وقت بادشاہ نے جواب نہ دیا۔ دربار ختم ہوا تو ایاز جاتے ہیں اپنے کمرے میں اور یہ طریقہ تھا اصلاح نفس کا کہ وزیر اعظم کی حیثیت سے ہیں مگر تنہائی میں جا کر شاہانہ لباس اتار دیتے ہیں، لعل و جواہر اور شاہی تمغے ہٹا دیتے اور اپنے ابتدائی زمانہ میں پانڈی قلی تھے۔ بوریوں سے بنا ہوا لباس پہن لیتے، شیشہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے کہ ایاز قدر خود را بشناس، یہ ایک جملہ ہے مگر کافی ہے۔ تم آج جو کچھ بھی ہو تمہارے مقام کے برابر محمود غزنوی کی نظروں میں کوئی نہیں۔ تو یہ اللہ کا کرم اور محمود کی مہربانی ہے۔ تمہارا کوئی کمال نہیں، تم تو خود ایک قلی اور مزدور تھے، تمہاری حیثیت کیا تھی۔ یہ اس لئے کرتے کہ تکبر نہ آجائے۔ تو ہم میں نفاق بوجہ تکبر کے ہے۔ ـــ دیکھئے جناب نبی کریم کو اہل مکہ نے اپنی قوم نے تین سال تک شعب ابی طالب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں محبوس رکھا۔ ہر طرح کی اذیتیں دیں مگر جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا اور مکہ کی بادشاہت ہاتھ آگئی تو اہل مکہ، سردار اور روساء نے درخواستیں پیش کیں کہ حضورؐ ہمارے حجرہ میں ہمارے مکان میں قیام فرمائیں، جیسا کہ آجکل بادشاہ اور حاکم کو ہر شخص اپنے گھر مہمان بنانے کی کوشش کرتا ہے تو فتح مکہ کے قبل کے روساء نے خواہش ظاہر کی کہ آپ کو مہمان بنائیں ہمارے مکان کو مشرف فرمائیں حضورؐ نے فرمایا نہیں میں اس جیل خانہ میں قیام کروں گا، جہاں تین سال تک قید رہا یعنی شعب ابی طالب میں۔ اور نکتہ یہی تھا کہ آس پاس نظر ڈالوں تو مشکلات کا وہ دَور سامنے رہے گا۔ کہ ہم تو دہی قیدی لوگ تھے۔ آج اگر ہم مکہ مکرمہ کے فاتحین ہیں تو یہ محض خداوند کریم کی مہربانی ہے تو صحابہؓ بنگلے اور محلات چھوڑ کر شعب ابی طالب میں ٹھہرے کہ وہاں بھوک پیاس تکالیف کا دور نگاہوں میں رہے کہ آج کی بادشاہت رب کریم کی مہربانی اور کرم ہے۔

——— تو دو باتیں عرض کیں کہ جس قوم میں نفاق پیدا ہوا وہ ہلاکت کے قریب ہوگئی اور جس میں اتفاق آیا تو وہ قوم کامیاب ہوگئی اور ایسی کامیاب کہ ہوا بھی پانی بھی اس کیلئے مسخر ہوگا۔ حضرت عمرؓ دریائے نیل کے نام فرمان جاری کرتے ہیں کہ اے نیل خدا کی مرضی سے چلتا ہے تو چلتے رہو ورنہ ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ اسوقت سے نیل رواں دواں ہے۔ تو آج تک اسی حالت میں ہے۔ خدا کی قسم اطاعتِ رسول گر اختیار کری تو یہ بادل یہ ہوا یہ زمین یہ آسمان یہ سورج یہ ستارے سب آپ کے مسخر ہوں گے، تم اشارہ کروگے اور خدا اسے پورا فرمائے گا۔ شیطان تمہیں ورغلاتا ہے کہ تم کیا گنہ گار ہو تمہاری کیا حیثیت اور پوزیشن ہے۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ اللہ سے زیادہ رحیم کوئی نہیں، اللہ باپ سے مہربان ہے دادا سے زیادہ مہربان ہے۔ ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم۔ اے میرے بندو! کہ آج عیدگاہ میں جمع ہوگئے ہو۔ اے اکوڑہ اور گردونواح کے باشندو! اے حضورؐ کے امتیو! دوسرا در تمہارا نہیں سوائے میرے در کے، تم نے جو اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں۔ گناہ کئے ہیں۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ میری رحمت سے ناامید مت ہو۔ انہ یغفر الذنوب جمیعا۔ آج اگر ہم نے توبہ کی کہ یا اللہ اس میدان میں آج آپ کے دربار میں توبہ تائب ہیں تو حدیث میں آتا ہے کہ پورے رمضان میں اللہ نے جتنے جہنمی بخش دیے تھے ان سب کے برابر عید کی رات بخشدئے جاتے ہیں۔ تو آئیے آج اللہ کے سامنے روئیں، توبہ کریں۔ اور اس کی رحمت کے مستحق اور طلبگار بن جائیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

© rasailojaraid.com